بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وسیلہ

قرآن مجید کی روشنی میں

مرتبہ :

محمد صدیق میمن



شائع کردہ :

ادارہ مطبوعاتِ اسلامیہ

۲/۱۶۲ ۔ حسین آباد ۱ فیڈرل بی ایریا، کراچی ۳۸

فون ۶۳۲۴۱۰۴ - ۶۳۲۳۳۶۴

قیمت چار روپے

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وسیلہ ۔ قرآن مجید کی روشنی میں

اللہ ہی ہر جگہ سے ہر وقت سُن سکتا ہے

(۱) وَالَّذِیۡنَ تَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِہٖ مَا یَمۡلِکُوۡنَ مِنۡ قِطۡمِیۡرٍ ○ اِنۡ تَدۡعُوۡہُمۡ لَا یَسۡمَعُوۡا دُعَآءَکُمۡ (فاطر ۱۳ و ۱۴)

اور (اے مشرکین) جن لوگوں کو تم اللہ کے علاوہ پکارتے ہو وہ تو کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کے برابر بھی کسی چیز کے مالک نہیں، اگر تم انہیں پکارو تو وہ تمہاری پکار کو سُن نہیں سکتے۔

اس آیت سے ثابت ہوا کہ وہ کسی مُردہ یا مری ہوئی چیز کو پکارتے تھے۔ کوئی مُردہ شے اگر کھجور کی گٹھلی کی مالک ہو تو یہ بہت بڑی بات ہے کیوں کہ اس سے درخت اُگ سکتا ہے۔ ہاں! وہ مُردہ شے گٹھلی کے چھلکے کو چاٹ لے تو یہ بھی کوئی معمولی بات نہیں۔ یہ عقیدہ مشرکین مکہ رکھتے تھے۔ اللہ تعالےٰ نے کیسی حقیر مثال دے کر ان کو ذلیل کیا۔

(۲) وَمَنۡ اَضَلُّ مِمَّنۡ یَّدۡعُوۡا مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ مَنۡ لَّا یَسۡتَجِیۡبُ لَہٗۤ اِلٰی یَوۡمِ الۡقِیٰمَۃِ وَھُمۡ عَنۡ دُعَآئِہِمۡ غٰفِلُوۡنَ ○ (احقاف ۵)

اور اس شخص سے زیادہ گمراہ کون ہو سکتا ہے جو اللہ کے علاوہ ایسے شخص کو پکارے جو قیامت تک اس کی پکار کو قبول نہ کر سکے (جواب نہ دے سکے) اور (اللہ کے علاوہ) یہ سب ان کی پکار سے غافل ہوتے ہیں (انہیں کچھ خبر نہیں ہوتی کہ انہیں کوئی پکار رہا ہے)

اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے اپنے علاوہ سب کو غافل کہا۔ اب کوئی یہ دعویٰ کرے کہ اللہ کے علاوہ جو شخص گزر گیا وہ غافل نہیں اور سنتا بھی ہے تو وہ اللہ تعالےٰ کی بات کو جھٹلاتا ہے۔ اس آیت سے ثابت ہوا کہ دعا، پکار اور ندا صرف اللہ تعالےٰ سنتا ہے۔

(۳) اِنَّکَ سَمِیۡعُ الدُّعَآءِ ○ (آل عمران ۳۸)

(حضرت زکریا علیہ السلام نے کہا، اے اللہ) تو ہی دعا کا سننے والا ہے۔

اگر کوئی اور دُعا، اور پکار سننے والا ہوتا تو حضرت زکریا کو ضرور معلوم ہوتا اور وہ اسکی سفارش (SOURSE) حاصل کرتے یا یوں کہہ لو کہ اس کے وسیلہ سے دُعا کرتے۔ قرآن اور صحیح احادیث سے ثابت شدہ حق بات یہی ہے کہ ہر نبی اور رسُول نے صرف اللہ ہی کو پکارا۔ انہوں نے کسی کو وسیلہ نہیں بنایا۔ ہر نبی اور رسول کی سنّت یہی رہی ہے۔ جب اس سنّت کے خلاف عمل ہوا شرک اور بدعت نے اپنا بیج بو دیا۔

(۴) لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ○ (شوریٰ ۱۱) اللہ کے مثل کوئی چیز نہیں اور وہ سننے والا، دیکھنے والا ہے۔

اللہ تعالےٰ ہر آواز کو سُن سکتا ہے اس لئے وہ ہر چیز کو دیکھ بھی سکتا ہے۔ اللہ کے مثل کوئی اور ہوتا تو وہ بھی ضرور ہر دعا، و ندا کو سُن لیتا اور سب کو دیکھ بھی لیتا۔ غائب وہی ہے جو اپنی جگہ پہ ہو اور حاضر و ناظر وہی ہے جو ہر آواز کو سن لے اور ہر چیز کو دیکھ لے۔ چاہے وہ کہیں بھی ہو۔

مندرجہ بالا آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ ہر حال میں سننے والا صرف اللہ تعالےٰ ہی ہے، اس کی سماعت ازلی، ابدی، لامحدود، غیر مشروط ہے، دوسرے نہ تو کسی چیز کے مالک ہیں کہ کچھ دے سکیں، نہ وہ ہر جگہ سے سن سکتے ہیں، وہ اشخاص جو زندہ ہوں لیکن دور ہوں یا وہ اشخاص جو مر چکے ہوں انہیں خبر بھی نہیں ہوتی کہ کوئی انہیں پکار رہا ہے، لہٰذا ان کو مدد یا مراد کے لئے پکارنا بے سود ہے، ان سے کہنا کہ "آپ ہمارے لئے دعا کر دیجئے" یہ بھی لغو ہے اس لئے کہ وہ سنتے ہی نہیں تو دعا کیسے کریں گے۔ اللہ تعالےٰ کے علاوہ کسی اور کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا کہ وہ ہر حال میں سنتا ہے شرک ہے۔ مُردوں کو صرف اللہ تعالیٰ سنا سکتا ہے۔ ہم نہیں سنا سکتے (ثبوت کے لئے آئندہ عنوان ملاحظہ ہو)۔

توحید فی الاسماع

اللہ تعالےٰ جس کو چاہے سنا سکتا ہے

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :-

(۵) اَفَاَنۡتَ تُسۡمِعُ الصُّمَّ وَلَوۡ كَانُوۡا لَا يَعۡقِلُوۡنَ ○ (یونس ۴۲)
(اے رسول) تو کیا آپ بہروں کو سنا سکتے ہیں در آں حالیکہ وہ عقل بھی نہ رکھتے ہوں۔

مشرکین مکہ بہرے نہیں تھے۔ اُن کے پاس عقل بھی تھی۔ بات دراصل یہ ہے کہ جو لوگ اپنے آباواجداد یا کسی امام یا مسلک کی پیروی کرتے ہیں وہ اپنے مسلک کے خلاف کسی بات کو سننے اور سمجھنے کے لئے تیار نہیں ہوتے ان کے سامنے قرآن اور صحیح احادیث سے کتنے ہی روشن دلائل پیش کرو۔ ان کی عقل میں نہیں سماتے۔ اسلئے کہ وہ ان کو سننا بھی پسند نہیں کرتے اگر جبراً سُن بھی لیں تو اُنکے دماغ میں خلل (DISTURB) ہوتا ہے۔ اسی لیئے اللہ تعالےٰ نے ان کو بہرا اور بے وقوف کہا۔

(۶) اِنَّكَ لَا تُسۡمِعُ الۡمَوۡتٰى وَلَا تُسۡمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوۡا مُدۡبِرِيۡنَ ○ (نمل ۸۰)
(اے رسول) بے شک آپ مُردوں کو نہیں سُنا سکتے اور نہ آپ بہروں کو سُنا سکتے ہیں خصوصًا ایسی حالت میں کہ وہ پیٹھ موڑ کر چلے جا رہے ہوں۔

اللہ تعالےٰ کا کہنا یہ ہے کہ سننے کے معاملے میں مُردے اور زندہ بہرے دونوں برابر ہیں۔ اللہ تعالےٰ اپنے رسول ؐ سے کہتا ہے کہ آپ دونوں کو اپنی آواز نہیں سنا سکتے۔ اب اگر کوئی یہ دعویٰ کرے کہ وہ مُردوں کو سُنا سکتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ (نعوذ باللہ) اللہ بھی جھوٹا ہے اور وہ خود رسول سے بڑھ کر ہے کہ مُردوں کو سنا سکتا ہے اور اس کا قرب اور وسیلہ حاصل کر سکتا ہے۔

(۷) اَفَاَنۡتَ تُسۡمِعُ الصُّمَّ اَوۡ تَهۡدِى الۡعُمۡىَ وَمَنۡ كَانَ فِىۡ ضَلٰلٍ مُّبِيۡنٍ ○ (زخرف ۴۰)
تو کیا (اے رسول) آپ بہروں کو سنا سکتے ہیں یا اندھوں کو راہ بتا سکتے ہیں یا ایسوں کو جو صریح گمراہی میں ہوں (راہِ راست پر لا سکتے ہیں)۔

ایسے لوگوں کو اللہ تعالےٰ نے اندھا بھی کہہ دیا کہ ان کو سیدھا راستہ نظر نہیں آتا۔ جس طرح اندھے کے لئے ہاتھی کو چھو کر سمجھنا مشکل ہوتا ہے اسی طرح دین کو سمجھنا ان کے لئے مشکل ہوتا ہے۔ قرآن کو چھوتے بھی ہیں، پڑھتے بھی ہیں مگر اس میں ان کو کچھ نظر نہیں آتا صرف ثواب سمجھ میں آتا ہے۔ ان کے لئے دین کو سمجھنا بہت مشکل کام ہے۔ ان کے امام نے

دین کو بالکل ٹھیک سمجھا تھا۔ اب نہ قرآن کو سمجھنے کی ضرورت نہ حدیث کو سمجھنے کی ضرورت۔ بس منہ بگاڑ کر پیٹھ پھیر کر چل دیتے ہیں۔ ایسے ہی لوگوں کو اللہ تعالٰے نے بہرا، اندھا اور راستہ بھولا ہوا کہا۔

(۸) اِنَّ اللّٰهَ يُسْمِعُ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُوْرِ ○ (فاطر ۲۲)

بے شک اللہ جس کو چاہے سنا سکتا ہے لیکن (اے رسول) آپ ان کو نہیں سنا سکتے جو قبروں میں مدفون ہیں۔

ثابت ہوا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کسی صاحبِ قبر کو نہیں سنا سکتے اب جو یہ دعوٰی کرتا ہے کہ وہ رسول سے زیادہ قوت رکھتا ہے (نعوذ باللہ) یہ صفت صرف اللہ تعالٰے کی ہے وہ جس کو چاہے سنا سکتا ہے۔ اس کی اس صفت میں کوئی شریک نہیں، وہ پہاڑوں کو سنا سکتا ہے، آگ کو سنا سکتا ہے۔ آسمان و زمین کو بھی سنا سکتا ہے۔

مندرجہ بالا آیاتِ بیّنات کا خلاصہ یہ ہے کہ بہروں، مُردوں اور بے جان چیزوں کو صرف اللہ تعالٰے ہی سنا سکتا ہے، جو لوگ قبروں میں جا چکے یا وفات پا چکے ان کو سنانے کا کوئی امکان نہیں، لہذا ان کو پکارنا بے کار ہے، اب اگر کوئی شخص یہ سمجھ کر ان کو پکارتا ہے کہ یہ سنتے ہیں یا وہ ان کو سنا سکتا ہے تو وہ شرک کا مرتکب ہے، خواہ وہ ان سے یہ ہی کیوں نہ کہے کہ آپ اللہ تعالٰے سے میرے لئے دعا کریں کیونکہ مُردوں کو سنانا صرف اللہ تعالٰے کے لئے مخصوص ہے، مزید برآں مُردوں کو سنانے کا اعتقاد قرآن مجید کے خلاف ہونے کی وجہ سے کفر ہے۔

اللہ تعالٰے کے لئے مثالیں بیان کرنا صرف اللہ تعالٰے کا کام ہے

اللہ تعالٰے فرماتا ہے:

(۹) فَلَا تَضْرِبُوْا لِلّٰهِ الْاَمْثَالَ ۚ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ○ (نحل ۷۴)

اللہ کے لئے مثالیں نہ بیان کیا کرو بے شک اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے (یعنی اللہ تعالٰی ہی جانتا ہے کہ کونسی مثال اس کے شایانِ شان ہے)۔

بعض لوگ اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کے لئے بزرگوں کے وسیلے ڈھونڈتے ہیں اور اس عمل کی دلیل میں بادشاہ کی مثال دیتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ جس طرح بادشاہ تک پہنچنے کے لئے وسیلوں کی ضرورت ہوتی ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کے لئے وسیلوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ ان کی یہ مثال دو لحاظ سے غلط ہے۔

(۱) اللہ تعالیٰ کے لئے مثال اللہ تعالیٰ ہی دے سکتا ہے، دوسرے کو علم ہی نہیں کہ کونسی مثال اللہ تعالیٰ کی شان کے مناسب ہے لہذا جو شخص اللہ تعالیٰ کے لئے مثال بیان کرتا ہے وہ کافر ہے اس لئے کہ اس نے اللہ تعالیٰ کی ممانعت کا انکار کیا اور مشرک ہے اس لئے کہ جو چیز صرف اللہ تعالیٰ جانتا ہے اس نے اس کے جاننے کا دعویٰ کیا۔

(۲) بادشاہ کو خبر ہی نہیں ہوتی کہ کون کس حال میں ہے، کون مجھ سے کیا کہنا چاہتا ہے، بادشاہ تک پہنچنا بھی محال ہوتا ہے لہذا وسیلوں کی ضرورت پیش آتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ رگ جان سے زیادہ قریب ہے، اس تک پہنچنا کوئی مشکل نہیں، وہ خود ہی حاضر و ناظر ہوتا ہے، وہ ہمارے حال سے واقف ہوتا ہے، ہم ہر جگہ سے اُسے سنا سکتے ہیں لہذا اس کے لئے کسی وسیلے کی ضرورت نہیں۔

اگر یہ کہا جائے کہ بزرگوں کے وسیلے کی ضرورت صرف ان کی سفارش کی حد تک ہے تو یہ تو وہی عقیدہ ہے جو کفار و مشرکینِ عرب کا عقیدہ تھا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُولُونَ هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ (یونس ۱۸)

اور یہ اللہ کے علاوہ ایسے لوگوں کی پرستش کرتے ہیں جو نہ ان کو نقصان پہنچا سکتے ہیں اور نہ ان کو نفع پہنچا سکتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے ہاں ہمارے سفارشی ہیں (یعنی سفارشی یا وسیلہ سمجھ کر ہم ان کی پرستش کرتے ہیں، اللہ سمجھ کر پرستش نہیں کرتے)۔

جب یہ لوگ اللہ کے علاوہ دوسروں کو پکارتے ہیں تو یہ ان کی عبادت ہوئی، اب یہ عبادت اگرچہ اس نیت سے ہو کہ یہ اللہ تعالیٰ کے ہاں سفارشی ہیں شرک ہی ہے ورنہ کفار مکہ بھی مشرک نہیں رہیں گے۔

اللہ تعالےٰ ہی دعاء و پکار کو سنتا ہے

(١٠) وَ اِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ ، اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ (البقرة ١٨٦)

اور (اے رسول) جب میرے بندے آپ سے میرے متعلق سوال کریں تو (آپ کہہ دیجئے کہ) میں بیشک قریب ہوں، جب کبھی کوئی دعاء کرنے والا مجھ سے دعاً کرتا ہے تو میں اس کی دعاء کو قبول کرتا ہوں ۔

یعنی اللہ تعالےٰ کو سنانے کے لئے کسی وسیلے یا سیڑھی در سیڑھی کی ضرورت نہیں۔ اللہ تعالےٰ اپنے بندوں سے قریب ہے۔ وہ مشرک و کافر ہی کیوں نہ ہو وہ سب کی سنتا ہے اور جس کی چاہتا ہے دعاء قبول کرتا ہے۔ اس کا کوئی وزیر نہیں۔ اسکی حکومت میں اس کا کوئی شریک نہیں۔ پھر اس پر عدم اعتماد کیوں؟ اور وزیر و ولی کی شرکت کیوں؟

(١١) قُلْ اَرَءَیْتَكُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ اَوْ اَتَتْكُمُ السَّاعَةُ اَغَیْرَ اللّٰهِ تَدْعُوْنَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ○ بَلْ اِیَّاهُ تَدْعُوْنَ فَیَكْشِفُ مَا تَدْعُوْنَ اِلَیْهِ اِنْ شَآءَ وَتَنْسَوْنَ مَا تُشْرِكُوْنَ ○ (انعام ٤٠ و ٤١)

(اے رسول) ان سے پوچھئے بتاؤ اگر تم پر اللہ کا عذاب آجائے یا (قیامت کی) گھڑی آجائے تو کیا ایسی حالت میں اللہ کے علاوہ کسی اور کو پکارو گے؟ اگر سچے ہو تو بتاؤ۔ (نہیں) بلکہ (ہر مصیبت کے وقت) تم اللہ ہی کو پکارتے ہو، پھر اللہ اگر چاہتا ہے تو اس مصیبت کو کو دور کر دیتا ہے جس مصیبت کو دور کرنے کے لئے تم اسے پکارتے ہو اور (ایسے وقت میں) تم ان کو بھول جاتے ہو جن کو (اللہ کا) شریک بناتے ہو۔

آیتِ بالا سے معلوم ہوا کہ کفارِ مکہ مصیبت کے وقت اللہ تعالےٰ ہی کو پکارتے تھے لیکن بزرگوں کو وسیلہ سمجھ کر ان کی بھی عبادت کر لیا کرتے تھے، ان کو بھی کبھی کبھی منت مراد کے لئے پکار لیا کرتے تھے، اللہ تعالےٰ نے ان کے اس فعل کو بھی شرک قرار دیا۔

جب کوئی بڑی آفت آتی ہے تو لوگ اللہ تعالےٰ ہی کو پکارتے ہیں۔ اپنے گناہوں سے توبہ کرتے ہیں اور نمازیں پڑھتے ہیں۔ جب قیامت واقع ہوگی تو اس وقت کوئی مشرک نہیں ہوگا۔

پھر عام حالات میں شرک اور وسیلہ کی کیا ضرورت پیش آگئی ؟ اللہ چاہتا ہے تو مصیبت کو کو دور کر دیتا ہے ورنہ کوئی اس مصیبت کو دور نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے " اگر تم سچے ہو تو بتاؤ۔"

(۱۲) اِذَا جَآءَتۡهُمۡ رُسُلُنَا يَتَوَفَّوۡنَهُمۡ قَالُوۡۤا اَيۡنَ مَا كُنۡتُمۡ تَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ قَالُوۡا ضَلُّوۡا عَنَّا وَشَهِدُوۡا عَلٰۤى اَنۡفُسِهِمۡ اَنَّهُمۡ كَانُوۡا كٰفِرِيۡنَ ○

(اعراف ۳۷)

جب مشرکین کی روح قبض کرنے کے لئے ہمارے فرشتے ان کے پاس آتے ہیں تو ان سے پوچھتے ہیں کہ وہ شریک کہاں ہیں جن کو تم اللہ کے علاوہ پکارتے تھے، مشرکین کہتے ہیں وہ سب ہمیں چھوڑ کر غائب ہوگئے، پھر وہ مشرکین اپنے متعلق گواہی دیتے ہیں کہ وہ بے شک کافر تھے۔

جب موت کا وقت آتا ہے تو زبان بند ہو جاتی ہے، دنیا اور دنیا والوں سے رابطہ ختم ہو جاتا ہے۔ جھاڑ پھونک اور تیمار داری کرنے والے بے بس ہو جاتے ہیں۔ فرشتے روح قبض کرنے آتے ہیں۔ زبان پر تالا لگا دیتے ہیں۔ پھر مقدمہ چلتا ہے۔ اس وقت مرنے والے کی طرف سے کوئی وکیل نہیں ہوتا جو اس کی وکالت کرے، کوئی ولی نہیں ہوتا جو اس کی سفارش کرے، کوئی دستگیر نہیں ہوتا جو اس کی مشکل کشائی کرے۔ فرشتے سوال کرتے ہیں کہاں گئے تیرے سب درزار ؟ وہ تیری دعا نہیں سنتے تھے مگر تیرا یہ عقیدہ تھا کہ تو ان کو سنا سکتا ہے۔ اس وقت مرنے والے کی سمجھ میں آتا ہے کہ اس نے شرک سے پر آلود زندگی گزاری ہے ۔ وہ فرشتوں کو جواب دیتا ہے کہ میں راستہ بھول گیا تھا اور اپنے خلاف گواہی دیتا ہوں کہ میں کافر ہوں۔ پھر روح قبض ہوتی ہے۔

ان آیات میں ان لوگوں کا کتنا دردناک منظر پیش کیا گیا ہے جو اللہ کے علاوہ دوسروں سے مدد مانگتے ہیں، ان کو پکارتے ہیں وہ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ وہ ان کو سنا سکتے ہیں جو نہیں سنتے اور جو نہیں سنتے ان کے متعلق ان کا یہ عقیدہ ہے کہ وہ سنتے ہیں۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ بندے کو پکارنا لایعنی ہے، پکارنا اسے چاہیئے جو جواب دے سکے، جو بندہ نہ ہو بلکہ تمام بندوں کا معبود ہو۔

(۱۳) وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَكُمْ وَلَآ اَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ ۝ (اعراف ۱۹۷)

اور (اے مشرکو) جن کو تم اللہ کے علاوہ (اپنی مدد کے لئے) پکارتے ہو وہ تمہاری مدد پر قدرت نہیں رکھتے اور نہ وہ اپنی ہی مدد کر سکتے ہیں۔

اس آیت سے یہ بات یقینی ہو گئی کہ مدد صرف اللہ تعالٰے کر سکتا ہے اس کے علاوہ جن وزرار اور اولیاء سے مدد اور سفارش طلب کی جاتی ہے وہ خود اپنی مدد اپنے آپ بھی نہیں کر سکتے دوسروں کے کیا کام آئیں گے۔ ان کو تو پتہ ہی نہیں ہوتا کہ کس کس نے ان کو پکارا ہے ۔؟ جہانگیر کی قبر میں کوئی گھنٹہ نہیں لگا ہوا کہ وہ فریادی کی پکار سن لے اور اسکی کوئی مدد کر سکے۔

(۱۴) لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ ، وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَجِيْبُوْنَ لَهُمْ بِشَيْءٍ اِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ اِلَى الْمَآءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَ مَا هُوَ بِبَالِغِهٖ وَمَا دُعَآءُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ۝ (رعد ۱۴)

سچا پکارنا تو اللہ ہی کے لئے ہے اور جو لوگ اللہ کے علاوہ دوسروں کو پکارتے ہیں وہ اُن کی پکار کو ذرا سا بھی قبول نہیں کر سکتے (ان کی مثال ایسی ہے) جیسے کوئی شخص پانی کی طرف دونوں ہاتھ پھیلا دے تاکہ پانی (دور ہی سے) اس کے منہ تک پہنچ جائے حالانکہ پانی منہ تک کبھی نہیں پہنچ سکتا (جس طرح پانی کی طرف ہاتھ پھیلانا بیکار ہے اسی طرح) ان کافروں کی پکار بیکار ہے۔

جس طرح پانی کا دور سے منہ تک پہنچنا ناممکن ہے اسی طرح اللہ کے علاوہ دوسروں تک ہماری پکار کا پہنچنا ناممکن ہے۔

اللہ تعالٰے اپنے بے وقوف بندوں کو یہ حقیقت ایک مثال دے کر سمجھاتا ہے۔ اس مثال سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ اس کو اپنے بندوں سے کتنی ہمدردی ہے۔ جس طرح پانی کو اپنے منہ تک نہیں بلایا جا سکتا اور یہ بلانا بے کار ہے اسی طرح اللہ کے علاوہ دوسروں کو بلانا اور پکارنا بے کار ہے۔ اللہ نظر نہیں آتا مگر وہ پکار سنتا ہے۔ دوسرے بھی نظر نہیں آتے مگر وہ پکار نہیں سنتے اس لئے ان کو پکارنا بے کار ہے۔ اللہ تعالٰے ایسے گمراہ لوگوں کو اس آیت میں "الکٰفرین" کی سند (CERTIFICATE) عطا فرماتا ہے۔

(۱۵) وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ
لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْئًا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ○
اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَآءٍ وَمَا يَشْعُرُوْنَ
اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ○ (نحل ۲۰ و ۲۱)

اور جن لوگوں کو یہ اللہ کے علاوہ پکارتے ہیں وہ کچھ بھی پیدا نہیں کر سکتے بلکہ وہ تو خود پیدا کیے گئے ہیں، وہ مر چکے ہیں، زندہ نہیں ہیں، انہیں تو یہ بھی نہیں معلوم کہ وہ کب اٹھائے جائیں گے (یعنی اللہ کے علاوہ جن کو یہ لوگ پکارتے ہیں وہ مخلوق ہونے کی وجہ سے کچھ نہیں کر سکتے بلکہ وہ ان کی پکار سے بھی غافل ہیں)۔

جو لوگ مر چکے ہیں انہوں نے کسی چیز کو پیدا نہیں کیا۔ وہ کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کے مالک بھی نہیں۔ وہ مر چکے ہیں۔ وہ حیات نہیں۔ ان کو یہ بھی معلوم نہیں کہ اپنی قبروں سے کب نکلیں گے۔ شہید پر بھی موت نازل ہو چکی ہے حکم صرف یہ ہے کہ ان کو مُردہ نہ کہو۔ دنیا سے ان کا کوئی تعلق نہیں۔ ایک شہید سے اللہ تعالےٰ نے تین بار یہی پوچھا کہ تیری خواہش کیا ہے اس نے یہی جواب دیا کہ مجھے دنیا میں زندگی دے دیں پھر تیرے لئے شہید ہو جاؤں۔

(۱۶) ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ
مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ هُوَ الْبَاطِلُ
(حج ۶۲)

یہ اس لئے کہ بے شک اللہ ہی حق ہے اور یہ کہ بیشک جس کو یہ لوگ اللہ کے علاوہ پکارتے ہیں وہ باطل ہے یعنی اس کو پکارنا مبنی بر حق نہیں ہے۔

اے میرے بندو میں بالکل سچ کہتا ہوں کہ میرے علاوہ دوسروں سے مانگنے، پکارنے یا دعا کرنے کا عقیدہ بالکل باطل ہے میرا کوئی وزیر اور شریک نہیں جو تمہاری دُعا اور شکایت مجھ تک پہنچاتا ہو۔ میں تمہاری شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہوں اور تمہارے دلوں کے حال بھی جانتا ہوں۔

جو اس باطل عقیدہ کو مانتا ہے وہ اللہ سے زیادہ علم رکھنے کا دعویٰ کرتا ہے یا اس کو جھوٹا سمجھتا ہے (نعوذ باللہ) اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اس عقیدہ سے کوئی تعلق نہیں۔

(۱۷) يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا

اے لوگو ایک مثال بیان کی جاتی ہے اسے غور سے

لَهٗ اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ یَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ وَ اِنْ یَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَیْئًا لَّا یَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ، ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ ○ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِیٌّ عَزِیْزٌ ○ (حج ۷۳، ۷۴)

سنو، بے شک جن کو تم اللہ کے علاوہ پکارتے ہو وہ ہرگز ایک مکھی بھی نہیں بنا سکتے اگرچہ وہ اس کام کے لئے سب جمع ہو جائیں اور اگر مکھی ان سے کچھ چھین کر کرلے جائے تو وہ اُس چیز کو مکھی سے چھڑا نہیں سکتے، مانگنے والا بھی کمزور ہے اور جس سے مانگا جا رہا ہے وہ وہ بھی کمزور ہے (اللہ کے علاوہ نہ کوئی مکھی بنا سکتا ہے، نہ مکھی سے کچھ چھین سکتا ہے، تو ایسے مجبور و معذور ہستیوں کو پکارنے سے کیا فائدہ؟) ان لوگوں نے اللہ کی قدر نہیں کی جیسا کہ اس کی قدر کرنے کا حق ہے بے شک اللہ قوی اور غالب ہے (بس قوی اور غالب کو پکارو)۔

تم جن کو وزراء یا اولیاء سمجھ کر بلاتے ہو وہ سب مل کر ایک مکھی جیسی غلیظ چیز کو بھی نہیں بنا سکتے جس سے سب انسان نفرت کرتے ہیں تو یہ عقیدہ کتنا قابلِ نفرت ہے کہ وہ کسی کو کوئی فائدہ پہنچا سکتے ہیں وہ تو اپنے لئے بھی کوئی فائدہ حاصل نہیں کر سکتے ان کے جسم سے مکھی کوئی چیز لے اڑے تو اس کو بھی نہیں چھڑا سکتے۔ مانگنے والا بھی کمزور ہے کہ اللہ کے علاوہ کوئی اس کی مدد نہیں کر سکتا اور اللہ کے علاوہ وہ جس سے مانگتا ہے وہ بھی کمزور ہے کہ خود اپنی مدد بھی نہیں کر سکتا۔

اللہ تعالٰی بالکل سچ کہتا ہے مگر لوگ اس کی اس سچائی کی قدر نہیں کرتے۔ وہ سب قوت کا اکیلا مالک ہے اور اس کی قوت ہر چیز پر پوری شان و شوکت کے ساتھ غالب ہے۔

(۱۸) وَمَنْ یَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ اِنَّهٗ لَا یُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ○ (مؤمنون ۱۱۷)

اور جو شخص اللہ کے ساتھ کسی اور الٰہ کو پکارے گا جس کی اس کے پاس کوئی سند نہیں تو اس کا حساب اس کے ربّ کے ہاں ہوگا، بیشک کافر فلاح نہیں پا سکتے۔

یہ آیت اس بات پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک سند (CERTIFICATE) ہے کہ پورے قرآن مجید میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی قول یا عمل سے ایسی کوئی دلیل نہیں ملے گی جس سے یہ ثابت ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی سے دعاء کی جائے یعنی اس کو بلایا جائے، پکارا جائے یا نِدا دی جائے۔ اب وہ کسی گھڑی ہوئی حدیث سے دلیل پیش کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ شخص کافر ہے اور وہ اس کی باتوں کا حساب اپنی کتاب میں رکھتا ہے۔ دعا عبادت ہے اور یہ اُسی کا حق ہے جو الٰہ ہو۔ اب کوئی دوسرے کو پکارتا ہے تو اس نے دوسرے کو اپنا الٰہ بنالیا۔ چاہے اس کو الٰہ نہ سمجھے، وزیر سمجھے یا ولی سمجھے۔ الٰہ کا مطلب (DEFINATION) ہی یہ ہے کہ صرف اُسی کی عبادت کی جائے اور اسی سے دعا اور مدد مانگی جائے اور اُسی کو ولی اور نصیر سمجھا جائے۔ یا اللہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں یعنی تیرے علاوہ کسی کو نہیں پکارتے۔

(۱۹) وَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ إِلٰهًا اٰخَرَ، لَآ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ، كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهٗ (قصص ۸۸)

اللہ کے ساتھ کسی دوسرے اِلٰہ کو مت پکارو، اللہ کے علاوہ کوئی دوسرا اِلٰہ نہیں ہے۔ اللہ کے چہرہ کے علاوہ ہر چیز فنا ہونے والی ہے۔

تم اللہ کو تو پکارتے ہو۔ یہ بات اس کو اچھی طرح معلوم ہے مگر اس کے ساتھ ساتھ تم دوسروں کو بھی پکارتے ہو یہ بھی اللہ کو معلوم ہے مگر اللہ کے علاوہ کوئی دوسرا الٰہ نہیں ہے جس کو پکارا جائے الٰہ تو وہ ہی ہو سکتا ہے جو کبھی فنا نہ ہو اس کے علاوہ ہر چیز فنا ہونے والی ہے۔ حیات صرف وہی ہے جو سب کو آبِ حیات دے اور اس نے ایسا کوئی آبِ حیات نہیں بنایا جو آبِ اَبد ہو اس کے علاوہ ہر چیز کو موت اور فنا ہے، اللہ کے علاوہ کسی کو حیات ماننے کا مطلب اس کے علاوہ اور کچھ نہیں کہ اس کو پکارا جائے یا رسول، یا علی، یا غوث وغیرہ یہ سب ندائی نعرے ہیں جو اس باطل عقیدہ کو ثابت کرتے ہیں جس کی سند اور دلیل قرآن مجید اور صحیح احادیث میں نہیں۔ یہ ایک خاص (SPLCIAL) عقیدہ ہے اس کو ثابت کرنے کے لئے دلیل اور سند بھی خاص درکار ہے۔ کسی عام دلیل سے اس کو ثابت کر بھی دیا جائے تو اس کا حساب اللہ اپنی کتاب میں لکھ رہا ہے۔ اوپر نمبر ۱۸ میں سورہ مومنون میں اللہ تعالیٰ

نے اپنی سندِ خاص نازل فرمادی ہے۔

یعنی پکارنا اس کو چاہیئے جو اِلٰہ ہو، جس کو بقاء ہو، فنا نہ ہو اور ایسی کوئی ہستی نہیں سوائے اللہ کے، لہٰذا اللہ کے علاوہ کسی دوسرے کو مدد یا حاجت روائی یا مشکل کشائی کے لئے پکارنا اس کو اِلٰہ بنانا ہے اور یہ شرک ہے۔

(۲۰) قَالُوْا رَبَّنَآ اَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ وَاَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوْبِنَا فَهَلْ اِلٰى خُرُوْجٍ مِّنْ سَبِيْلٍ ○ ذٰلِكُمْ بِاَنَّهٗٓ اِذَا دُعِيَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ كَفَرْتُمْ وَاِنْ يُّشْرَكْ بِهٖ تُؤْمِنُوْا فَالْحُكْمُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيْرِ ○ (مؤمن ۱۱ و ۱۲)

(قیامت کے روز کافر) کہیں گے اے ہمارے رب تو نے ہم کو دو دفعہ مارا اور دو دفعہ زندہ کیا، ہم اپنے گناہوں کا اقرار کرتے ہیں تو کیا اب نجات کی کوئی سبیل ہے؟ (اللہ تعالےٰ فرمائے گا) یہ (عذاب) اس لئے ہے کہ جب اللہ اکیلے کو پکارا جاتا تھا تو تم اس کا انکار کرتے تھے اور اگر اس کے ساتھ کوئی شریک بنایا جاتا تو تم اُسے تسلیم کرتے تھے، تو (اب) اللہ بلند و بزرگ ہی کا حکم چلے گا (تمہارے شریک تمہاری کوئی مدد نہیں کرسکتے)۔

مشرکین کی اب بھی یہی حالت ہے کہ جب ان سے اللہ اکیلے کو پکارنے کے لئے کہا جاتا ہے تو کہتے ہیں یہ بڑے بے ادب ہیں، بزرگوں کو نہیں مانتے اور جب اللہ تعالےٰ کے ساتھ بزرگوں کو پکارا جاتا ہے تو کہتے ہیں یہ صحیح الایمان اور راسخ العقیدہ ہیں۔ ایسے لوگوں کو میدانِ محشر ہی میں معلوم ہوگا کہ کون حق پر تھا اور کون باطل پر۔

خالص اللہ کو پکارنا آج کل بھی مشرکین کو برا لگتا ہے، اللہ تعالےٰ انہیں ہدایت دے، آمین۔

معلوم ہوا کہ جس ہستی کو مدد کے لئے پکارا جائے اس کا خالق ہونا ضروری ہے، ورنہ پکارنا بے سود اور شرک ہے۔

(۲۱) وَاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا ○ (جن ۱۸)

اور یہ کہ بے شک (تمام) مسجدیں اللہ (کی عبادت) کے لئے (مخصوص) ہیں لہٰذا اللہ کے ساتھ کسی کو بھی نہ پکارو۔

اس آیت سے پتہ چلا کہ تمام مسجدوں میں صرف اللہ تعالےٰ کو پکارا جائے۔ جہاں مسجدوں

میں جعلی درود و سلام اور ندائی نعتوں کی بھرمار ہے وہاں اللہ تعالیٰ کو کھلا چیلنج دیا جارہا ہے کہ ہم تو تیرے ساتھ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو پکاریں گے۔ آیت میں صاف حکم ہے "اللہ کے ساتھ کسی کو مت پکارو" اس آیت سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ جو کسی اور کو پکارتے تھے وہ اللہ کو ضرور پکارتے تھے۔ اللہ کو بھی مانتے تھے۔ اللہ کو یہی بات پسند نہیں کہ اس کے ساتھ ساتھ دوسروں کو بھی پکارا جائے یہی کھلا شرک تھا جس کو دور کرنے کے لئے اللہ تعالےٰ نے قرآن نازل فرمایا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ڈرانے والا بنا کر بھیجا۔

اب کوئی ہے جو نصیحت اور عبرت پکڑے؟ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ؟

(۲۲) قُلْ اِنَّمَآ اَدْعُوْا رَبِّيْ وَلَآ اُشْرِكُ بِهٖٓ اَحَدًا ○ (جن ۲۰)

(اے رسول) آپ کہہ دیجئے کہ میں تو صرف اپنے رب کو پکارتا ہوں اور (کسی اور کو پکار کر) اس کے ساتھ شرک نہیں کرتا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ ہی کو پکارتے تھے۔ ان کو یہی حکم ملا تھا کہ اس کے علاوہ کسی کو بھی نہ پکارا جائے۔

(۲۳) اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ وَ يَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَيَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ ۚ اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُوْرًا ○

(اسرآء ۵۷)

یہ لوگ جن کو مشرکین پکارتے ہیں وہ تو خود اپنے ربّ کا تقرب حاصل کرنے کے لئے ذریعہ تلاش کرتے رہتے ہیں کہ کون ان میں سے اور زیادہ مقرب بن سکتا ہے، وہ اللہ کی رحمت کے امیدوار رہتے ہیں اور اس کے عذاب سے ڈرتے رہتے ہیں اور آپ کے ربّ کا عذاب ڈرنے ہی کی چیز ہے (یعنی ان میں شانِ بندگی ہے، شانِ الوہیت نہیں کہ لوگوں کی پکار کو سن کر ان کی مراد کو پورا کر سکیں)۔

اس آیت میں وسیلہ کا ذکر ہے۔ وسیلہ کے معنی ذریعہ، تقرب، مرتبہ اور درجہ کے ہوتے ہیں۔ وسیلہ کی جمع وسائل ہے جس کے معنی ذرائع اور اسباب ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ وَجَاهِدُوا فِي سَبِيلِهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو اور اس کے لئے وسیلہ تلاش کرو اور اس کے راستہ میں جدوجہد کرو شاید کہ تم فلاح پاؤ۔

اس آیت میں پہلے وسیلہ کا ذکر فرمایا اور پھر اس کا مطلب بھی بتا دیا کہ اس کے راستے میں جدوجہد یا جہاد کرو۔ وسیلہ کا یہی مطلب ہوا کہ ایسا وسیلہ یا وسائل طلب و فراہم کرو کہ اللہ تعالیٰ سے قریب ہونے کے لئے اس کے دین کا علم حاصل کرنا، تبلیغ کرنا، اس کی عبادت کرنا، مال و اسباب اور ہتھیار فراہم کرنا تاکہ اس کی راہ میں جدوجہد کی جائے اور اس کا تقرب حاصل ہو۔ یہ سب وسائل ہیں جو وسیلہ کی فہرست میں آتے ہیں۔ عبادت میں نماز بہترین وسیلہ ہے جس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب بندہ نماز پڑھتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ سے سرگوشی کرتا ہے (صحیح بخاری) سرگوشی کا مطلب یہی ہوا کہ منہ اور کان کے درمیان کوئی فاصلہ نہ ہو۔ زکوٰۃ، روزہ، حج، مطالعہ قرآن و حدیث اور نیک اعمال وہ وسائل ہیں جن کے ذریعہ بندہ اللہ تعالیٰ کی قربت کو محسوس کر سکتا ہے۔

آیتِ بالا کا مطلب یہی ہے کہ جو دنیا سے گزر جاتے ہیں وہ دنیا والوں کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتے وہ اپنے نیازمندوں سے باخبر نہیں ہوتے وہ مکھی کے برابر بھی کسی چیز پر اپنا اثر نہیں ڈال سکتے اور نہ کسی کو اللہ کے قریب کر سکتے ہیں۔ جب وہ اپنے کسی نیازمند سے باخبر ہی نہیں ہوتے تو وہ اس کے لئے دعا بھی نہیں کر سکتے۔ الغرض مرنے والا دنیا والے کو کسی بھی طریقہ سے نہ کوئی فائدہ پہنچا سکتا ہے اور نہ کسی غرض و غایت کے لئے کوئی ذریعہ اور وسیلہ بن سکتا ہے۔

اس آیت میں اس حقیقت کا ذکر ہے جو قابلِ غور ہے کہ مرنے والے کی روح خود اس فکر میں رہتی ہے کہ اللہ تعالیٰ سے قریب ہونے کے لئے کوئی ذریعہ یا وسیلہ مل جائے اور کوئی بہتر مقام حاصل ہو۔ وہ بھی اللہ کی رحمت کے امیدوار ہوتے ہیں اور اس کے عذاب سے ڈرتے رہتے ہیں۔

وسیلہ کا جو مطلب نکالا جاتا ہے وہ بے سند ہے اس مطلب سے صحابہ کرام ناآشنا

تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وصال کے بعد انہوں نے اپنی دعاؤں میں ان کو کبھی بھی وسیلہ نہیں بنایا۔

کسی نیک آدمی کو اپنے ساتھ شامل کر کے اللہ تعالیٰ سے دعا اور مدد مانگی جا سکتی ہے۔ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں بارش کے لئے صحابہ کرامؓ کا حضرت عباسؓ سے توسل اسی نوعیت کا تھا۔

وسیلہ جنّت میں ایک نہایت ہی اعلیٰ مقام کا نام بھی ہے جو کسی ایک بندہ کو ملے گا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اذان کے بعد میرے لئے اللہ تعالیٰ سے وہی مقام طلب کیا کرو۔ (صحیح بخاری) اس مقام کا نام مقام محمود بھی ہے۔

جب اذان ختم ہو تو درود شریف پڑھے (صحیح مسلم) پھر یہ دعا پڑھے:۔

اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّآمَّۃِ وَالصَّلٰوۃِ الْقَآئِمَۃِ اٰتِ مُحَمَّدَ اِۨلْوَسِیْلَۃَ وَالْفَضِیْلَۃَ وَابْعَثْہُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَ اِۨلَّذِیْ وَعَدْتَّہٗ (صحیح بخاری)

اے اللہ اور اے اس اذانِ کامل اور صلوٰۃِ قائمہ کے رب محمد کو وسیلہ (وہ درجہ) اور فضیلت عطاء فرما اور اس مقام محمود پر مبعوث فرما جس کا تو نے ان سے وعدہ فرمایا ہے۔

اس دعاء سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ابھی وسیلہ اور شفاعت کا اختیار نہیں ملا۔ یہ ایک فضیلت ہے جو صرف ایک کو ملے گی اور جس سے وعدہ کیا گیا ہے اسی کو ملے گی۔ جب جنّتی جنّت میں داخل ہو جائیں گے اور جہنّمی جہنم میں داخل ہو جائیں گے پھر جب جہنّمی جل کر کوئلے کی طرح کالے ہو جائیں گے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت جوش میں آئے گی اور محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مقام محمود پر مبعوث فرمائے گا۔

اس دعاء سے یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ صرف اللہ تعالیٰ کا حق اور اختیار ہے کہ جس چیز کو چاہے ذریعہ، وسیلہ یا سبب بنا دے۔ اللہ تعالیٰ کی معرفت اور قرب

اس کی منشاء کے مطابق حاصل ہوتا ہے۔ بندہ کو یہ حق اور اختیار نہیں دیا گیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے سوا اپنی طرف سے کسی کو اپنی نجات کا ذریعہ اور وسیلہ سمجھ بیٹھے۔ یہی وہ مغالطہ ہے جس میں کفار عرب مبتلا ہو گئے تھے ورنہ وہ بھی ملّتِ ابراہیم کی پیروی کا دعویٰ کرتے تھے۔

مزید وضاحت کے لئے "اسلام کا نظریہ شفاعت" کا مطالعہ کیجئے۔

ماخذ: "توحید المسلمین" مرتبہ - مسعود احمد

توحید المسلمین کا تعارف: ہر شخص کا یہ دعویٰ ہے کہ اس کے عقائد عین اسلام کے مطابق ہیں اور وہ اپنے عقائد سے مطمئن ہو کر اللہ تعالیٰ سے اپنی نجات کی پختہ امید رکھتا ہے۔ جو ریگستان میں سراب کو پانی سمجھ لیتا ہے اس کو بھی ایسی ہی امید ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چار بار سفارش کرینگے پھر آپ فرمائیں گے: "اب دوزخ میں کوئی نہیں رہا سوائے اس شخص کے جس کو قرآن نے روک لیا ہے اور جس کو ہمیشہ دوزخ میں رہنا ہے۔" (صحیح بخاری)

جسکو قرآن روک لے گا اسکی شفاعت نہیں ہوگی۔ اعمال اچھے ہوتے تو دوزخ میں کیوں جاتا؟ اسکا مطلب یہ ہوا کہ جسکے عقائد قرآن کے عین مطابق نہیں ہوں گے ان کا ایمان رائی کے برابر بھی ثابت نہیں ہوگا اور وہ ہمیشہ دوزخ میں رہے گا۔

"توحید المسلمین" قرآنی آیات اور صحیح احادیث پر مشتمل ایک ایسا گلدستہ ہے جس میں پہلی بار فروعی عقائد کے تعصب سے بالاتر ہو کر خالص اسلامی عقائد کو اجاگر کیا گیا ہے۔ یہ کتاب آپ کے ایمان اور عقائد کو پرکھنے کے لئے ایک کسوٹی ثابت ہوگی۔

گوبھی کا پھول بھی ایک گلدستہ کی طرح ہوتا ہے لیکن اس میں مہک نہیں ہوتی۔ "توحید المسلمین" کے مطالعہ کے بعد آپ گوبھی کے گلدستوں کو فوراً پہچان لیں گے۔

اپنے شہر کے ہر کتب فروش سے طلب فرمائیں۔

ہول سیلر: مسلم کتاب گھر ۲/۱۶۲ حسین آباد ۱ فیڈرل بی ایریا کراچی ۳۸

فون ۶۳۲۴۱۰۴

کتابت: عبدالحفیظ

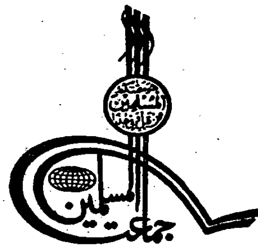
بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

جماعت المسلمین کی دعوت

ہمارا حاکم	صرف ایک	یعنی : اللہ تبارک وتعالیٰ	.. اللہ کے سوا کوئی نہیں
ہمارا امام	صرف ایک	یعنی : محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	.. فرقہ وارانہ امام نہیں
ہمارا دین	صرف ایک	یعنی : اللہ کا پسند کردہ دین اسلام	.. فرقہ وارانہ مذہب نہیں
ہمارا نام	صرف ایک	یعنی : اللہ کا رکھا ہوا نام مسلمین	.. فرقہ وارانہ نام نہیں
بنیادِ محبت	صرف ایک	یعنی : اللہ تعالیٰ سے تعلق	.. دنیوی تعلقات نہیں
وجہِ افتخار	صرف ایک	یعنی : ایمان باللہ العظیم	.. وطن اور زبان نہیں

اگر آپ ہماری اس دعوت سے متفق ہیں تو ہمارے ساتھ تعاون فرمائیں۔
تعارفی پمفلٹ مفت طلب فرمائیں۔

جماعت المسلمین



JAMAAT-UL-MUSLIMEEN [INDIA]

[Preaching pure and unadulterated Islam]

www.india.aljamaat.org

Flat #204, Saleem Masood Complex,
Nizam Colony, Toli chowki,
Hyderabad – 500 008 (A.P.)
Cell: 9246343676 / 7396620946